

اخبار امت

ترکی اور مصر: نئی سازشوں کا سامنا

عبد الغفار عزیز

۱۵ جون کو انقرہ میں اور ۱۶ جون کو استنبول میں بلا مبالغہ لاکھوں افراد جمع تھے۔ وزیر اعظم رجب طیب اردوگان ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے: ”آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے کیم جون سے یہ ہنگامہ آرائی کیوں شروع کی...؟ اس لیے کہ ہم نے نئی میں کئی اہم کامیابیاں حاصل کی تھیں.... ترکی اور ترک عوام کے دشمنوں کو یہ کامیابیاں ہضم نہیں ہو رہیں اور انہوں نے ایک بڑی سازش کے حصے کے طور پر میدان تقسیم سے شور و شغب کا آغاز کر دیا۔ ہم نے نئی کے مہینے میں....، اور پھر وزیر اعظم اردوگان نے اپنی تازہ کامیابیوں کی طویل فہرست بیان کرنا شروع کر دی۔ لیکن اس فہرست کا جائزہ لینے سے پہلے ذرا نور سمجھیے کہ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ترکی میں لاکھوں افراد کے عظیم الشان پروگرام ہوئے اور پاکستانی ذرائع ابلاغ سمیت دنیا میں ان کی کوئی خبر نمایاں نہیں کی گئی۔ کیا یہ امر بلا سبب ہے کہ استنبول کے میدان تقسیم میں چند سو افراد کی ہنگامہ آرائی اور پھر سمجھے لਾ کر بیٹھ جانے کی وجہ بہ لمحہ خبریں اور تصویریں تو الیکٹرانک میڈیا بھی دے اور پرنٹ میڈیا بھی، لیکن لاکھوں افراد نے اپنی منتخب قیادت کے ساتھ اظہار یہ جھق کیا اور اس کی کوئی تصویر، کوئی خبر دکھائی، سنائی نہ دے۔ عین اسی روز کہ جب دارالحکومت انقرہ میں لاکھوں افراد طیب اردوگان کا خطاب سن رہے تھے، ایک پاکستانی ڈی چینل استنبول کے میدان تقسیم سے مظاہرین کو ہٹانے کے لیے پولیس کی طرف سے واٹر گن استعمال کیے جانے کے مناظر دکھار رہا تھا، انقرہ مظاہرے کا نہ کوئی ذکر ہوا اور نہ کوئی جھلک دکھائی دی۔ ذرائع ابلاغ کا یہ بھیگا پن اتفاقیہ یا عارضی نہیں، قصد اور مستقل ہے۔

آئیے اس کے اسباب کا ذکر کرنے سے پہلے طیب اردوگان کی بات مکمل کرتے ہیں۔
 وہ کہہ رہے تھے: انھوں نے کم جوں سے اس لیے ہنگامہ آرائی شروع کی کیوں کہ ہم نے میں میں
 آئی ایم ایف کے قرضوں کی آخری قحط (۲۱۲ ملین ڈالر) بھی ادا کر دی۔ ہم جب بر سر اقتدار آئے
 تھے تو ترکی پر آئی ایم ایف کا ساڑھے ۲۳ رارب ڈالر (تقریباً ساڑھے ۲۳ کھرب روپے) کا
 قرض تھا۔ ہم نے نہ صرف وہ تمام قرض چکا دیا، بلکہ اب آئی ایم ایف ہم سے قرضہ مانگ رہا ہے۔
 ہم جب بر سر اقتدار آئے تو سود کی شرح ۲۳ فی صد ہو چکی تھی۔ اب یہ شرح ۲۴ فی صد پر آگئی
 ہے۔ یہ تمام سود عوام کی جیب سے ادا ہوتا اور مخصوص سودی لائبی کی جبجوں میں جاتا تھا۔ ہم نے
 آہستہ آہستہ ان کے یہ ذرائع آمدن مسدود کر دیے ہیں، تو ان سب کو تشویش اور تکلیف ہو رہی ہے
 کہ ترکی ان کی گرفت سے آزاد ہو گیا ہے۔ ہم نے استنبول میں ۲۶ ارب ڈالر کی مالیت سے ایک
 تیسرے اور عظیم الشان ایئر پورٹ کی تعمیر کا آغاز کر دیا ہے۔ ہم نے گذشتہ ماہ انفوجہ میں جاپانی
 وزیر اعظم کے ساتھ ایک اہم معاہدہ کیا ہے جس کے مطابق ترکی میں ۲۲ ارب ڈالر کی مالیت سے
 ایک ایئر بیکلی گھر تعمیر کیا جائے گا۔ ہم نے برا عظیم ایشیا اور یورپ کو ملانے کے لیے آبنائے باسفورس
 کے اوپر ایک تیسرے پل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے جس پر اڑھائی ارب ڈالر لگت آئے گی،
 لیکن اس سے استنبول میں ٹریک کا نظام مزید بہتر ہو جائے گا۔ اس پر پر سڑک کے علاوہ ریلوے
 لائن بھی بچھائی جائے گی۔ ترکی میں اقتصادی ترقی کا جو سفر شروع ہوا ہے اس کی وجہ سے گذشتہ ماہ
 استنبول اسٹاک ایکچھنج نے تجارت کے نئے ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہم جب
 بر سر اقتدار آئے تھے تو ملک تیزی سے دیوالیہ ہونے کی طرف لڑک رہا تھا۔ تب ملکی خزانے میں
 صرف ۷۲ ارب ڈالر باقی رہ گئے تھے۔ ملک بھاری قرضوں تلے سک رہا تھا۔ ساڑھے ۲۳ ر
 ارب ڈالر تو صرف آئی ایم ایف ہی کے ادا کرنا تھے۔ اب ہم نے نہ صرف قرضوں سے نجات پالی
 ہے بلکہ گذشتہ ماہ ملکی خزانہ ۱۳۵ رارب ڈالر سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ ہماری درآمدات کے ساتھ
 ساتھ برآمدات میں بھی کئی گتنا اضافہ ہوا ہے۔ ہم نے ملک میں قومی یک جہتی پیدا کرنے کے لیے
 ملک کے جنوب مشرقی حصے میں موجود اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی نئے اور حقیقی معاهدے کیے
 ہیں....۔

اردوگان اپنے تازہ کارناموں اور کارکردگی کی تفصیل سنارے تھے، لیکن باقی فہرست کو چھوڑ کر ذرا اسی آخری نکتے کا جائزہ لجھے۔ ۸۰ ملین افراد پر مشتمل ترک آبادی میں سے کوئی نسل سے تعقیر رکھنے والے ۲۰ فیصد بتاتے جاتے ہیں۔ پوری ترک تاریخ میں کوئی نسل اور ترکی نسل کا اختلاف شدت سے اٹھایا گیا ہے۔ ایک ہی ملک کے شہری اور کمکن دینی و تاریخی وحدت کے باوجود اقلیت کو ہمیشہ اکثریت سے شاکی رکھا گیا۔ مسائل توہر جگہ ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں لیکن مسلم ممالک میں نسلی بینادوں پر علیحدگی کی تحریکیں اٹھانا اور انھیں ہوادینا استعمال کا تدبیح ہتھیار ہے۔ ”کرد“ کا ایک لفظ دماغوں میں بٹھا دینے سے صرف ترکی ہی میں نہیں، چاراہم مسلم ممالک میں فتنے کی آبیاری ہوتی ہے۔ ترکی کے علاوہ شام، عراق اور ایران کے سرحدی علاقوں میں بھی کرد آبادی پائی جاتی ہے۔ کسی ایک ملک میں علیحدہ کرد یا سرتاسر کا وجود ان سب ممالک میں فتنہ جوئی کا ذریعہ اور سبب بنایا جاسکتا ہے۔ ان تمام پڑوی ممالک میں کرد تحریک نے مسلح جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔

ترکی میں پی کے کے (PKK) کے نام سے برسہا برس سے مسلح تحریک فعال تھی۔ اغوا، قتل، دھماکے اور مار دھاڑان کا اہم ہتھیار تھی۔ انھوں نے کم و بیش ہر حکومت کا ناک میں دم کی رکھا۔ طیب اردوگان نے اس چیلنج کو بھمہ پہلو انداز سے حل کرنے کا سفر شروع کیا۔ ۱۹۹۹ء میں پی کے کے، کے سربراہ عبداللہ او جلان کو کینیا سے گرفتار کر لیا گیا۔ وہ اس وقت جیل میں ہے اور اس پر مقدمات چل رہے ہیں۔ ہر دور میں نظر انداز کیے جانے والے کرد علاقوں میں تعمیر و ترقی کا سفر شروع کر دیا گیا۔ حال ہی میں ترکی، چین اور عراق کے مابین معابدہ ہوا کہ عراق سے ایک تیل پائپ لائے بچھائی جائے گی۔ اگلے ماہ سے اس منصوبے پر عمل درآمد شروع ہونا ہے، جس کے نتیجے میں روزانہ ۲۰ لاکھ بیتل تیل عراق سے کرد اکثریتی آبادی کے شہر دیار بکر پہنچا کرے گا۔ خود او جلان نے تین ماہ قبل ترکی کے خلاف تمام ترسیل کارروائیاں ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ترک حکومت نے ہتھیار کھدینے والے تمام افراد کے لیے نہ صرف عام معافی کا اعلان کیا، بلکہ یہ بھی کہا کہ جو ہتھیار ڈالنے کے بجائے ملک سے نکل جانا چاہے، اسے نکل جانے کی بھی اجازت ہے۔ اس ساری پالیسی کے نتیجے میں صرف ترکی ہی میں نہیں ان چاروں ممالک میں کرد مسئلے کے حل کی امید پیدا ہوئی ہے۔ گویا کہنے کتو یہ طیب اردوگان کی تقریر کا ایک جملہ ہے کہ ”ہم نے وحدت اور قومی یک

جہتی کی خاطر جنوب مشرقی علاقے میں اپنے بھائیوں کے ساتھ دورس معاہدے کیے، لیکن حقیقت میں دیکھیں تو یہ ترکی ہی نہیں پورے خطے سے اس نسلی اختلاف کا ناسور ختم کرنے کا آغاز ہے۔

کیم جون سے شروع ہونے والے مظاہروں کی بظاہر وچہ تو یہ بتائی جا رہی ہے کہ حکومت استنبول کے قلب میں واقع معروف چوک 'تقسیم' کا نقشہ تبدیل کر کے وہاں واقع تاریخی غازی (یا جیزی Gezy) پارک ختم کر رہی ہے اور اس کے پودے اُکھاڑ رہی ہے۔ پورے چوک کو صرف پیدل چلنے والوں کے لیے مخصوص کر کے وہاں ایک تجارتی مرکز تعمیر کیا جا رہا ہے۔ لیکن ان تمام ہنگاموں کی اصل وجہ حکومت کی یہی سابق الذکر دُورس اور بمندرجہ اصلاحات ہیں۔ 'تقسیم چوک' کے نئے منصوبے میں وہاں موجود اتنا ترک کلچرل سنٹر کے قریب ایک شان دار جامع مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے۔ اس پر اعتراض کیا جا رہا ہے کہ اتنا ترک سنٹر کے ساتھ مسجد کی تعمیر کمال اتنا ترک کی روح کوتازیانے لگانے کے متراffد ہے۔

طیب اردوگان پر ایک الزام یہ لگایا جا رہا ہے، خود کئی پاکستانی 'شہد ماغ'، بھی اسے دہرا رہے ہیں کہ وہ ترک قوم کو تقسیم کر رہا ہے۔ یہ طعنہ بھی دیا جا رہا ہے کہ وہ ملک کو سکول اور بنیاد پرستوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ اب ذرا ایک نظر دو بارہ انقرہ و استنبول کے مظاہروں کو دیکھیے جن میں لاکھوں افراد نے اپنی منتخب قیادت کے ساتھ اظہار یک جہتی کیا ہے۔ ان مظاہروں میں ہر طبقہ اور ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ اردوگان اس کا ذکر کرتے ہوئے کہ رہے تھے: "آج اس مظاہرے میں پورے ترک معاشرے کی نمائندگی ہے۔ صرف مرد ہی نہیں بڑی تعداد میں خواتین بھی ہیں۔ صرف باحجاب ہی نہیں جا بکے بغیر بھی ہیں اور سب شانہ بشانہ کھڑی ہیں"۔ جسمی پارٹی کو جن افغانی صد عوام نے دوٹ دیے ہیں وہ سب بھی اسلام پسند نہیں۔ ان میں معاشرے کے ہر طرح کے لوگ شامل ہیں لیکن کچھ لوگ آفتاب روشن کو الگیوں سے چھپانا چاہتے ہیں۔

بے انصاف ناقدین کا ایک اعتراض یہ ہے کہ اردوگان ڈکٹیٹر ہے، کسی کی نہیں سنتا، جو جی میں آئے کر گزرتا ہے۔ طیب اردوگان کی پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے تو معاملہ برکس ہے۔ اس کے کئی معاندین ہی نہیں بہت سارے دوستوں کا شکوہ بھی یہ ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ محتاط ہے۔

سیکولر دستور ختم کرنے کے لیے جو کام دو ٹوک انداز سے پہلے ہی روز کر گزرنا چاہیں تھے وہ آج تک نہیں کیے۔ اردوگان ڈکٹیٹر ہوتا تو جس طرح اتاترک نے بیک جنبش قلم پر دے، مسنون داڑھی، اذان اور قرآن کریم کا اصل متن تلاوت کرنے پر پابندی لگادی تھی، وہ بھی سیکولر دستور ختم کر دیتا۔ شراب پر مکمل پابندی لگادیتا، پہلے ہی دن سکارف پر پابندی ختم کر دیتا۔ لیکن وہ ملک میں یک جھتی کی فضای پیدا کرتے ہوئے عوام کو ذہناً آمادہ کرتے ہوئے، انتہائی حکمت و احتیاط سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ۱۰ سال کے اقتدار کے بعد انہوں نے گذشتہ میسی ہی میں شراب پر چند پابندیاں لگائی ہیں۔ ان پابندیوں کے تحت اب مساجد، تعلیمی اداروں، یوچہ ہائلز کے قریب شراب فروشی اور علائیہ شراب نوشی پر پابندی ہو گی۔ رات ۱۰ بجے کے بعد اور شاہراہ عام پر شراب نوشی منوع ہو گی۔ نو عمر بچوں کو شراب فروشی منع ہو گی۔

اردوگان لاکھوں افراد کے حالیہ مظاہروں سے خطاب میں کہہ رہے تھے: ”ہم نے مسلسل صبر کیا۔ تم نے ہماری بچوں کو تعلیم سے محروم رکھا... ہم نے صبر کیا، تم نے ہمیں گالیاں دیں.... ہم نے صبر کیا۔ تم نے مساجد کی بے حرمتی کی..... ان کے اندر غلطیت بھینک دی..... مسجدوں میں داخل ہو کر شراب نوشی کی، ہم نے صبر کیا... لیکن صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے.... اب ہم عدالت و قانون کے ذریعے ان زیادتیوں کا جواب دیں گے۔ ان کے ناقدین کی نگاہ میں شاید یہی بات ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اپنے اللہ کو منانے اور انسانیت کو بچانے کے لیے ۱۰ سال کے صبر و تدریج کے بعد اٹھائے جانے والے یہ معمولی اقدامات بھی سیکولر لائی کو ہضم نہیں ہو رہے۔

طیب اردوگان، جسے بعض پاکستانی اخبارات میں بھی ڈکٹیٹر اور آمر کہا جا رہا ہے، کی ڈکٹیٹر شپ کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے پرتشدد مظاہرہ کرنے والوں کو بھی وزیر اعظم ہاؤس بلکر ان کے ساتھ باقاعدہ مذاکرات کیے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر واقعی آپ لوگوں کے مطالبات مبنی برحقائق ہوئے تو وہ انھیں فوراً قبول کر لیں گے۔ ڈکٹیٹر اردوگان نے یہ پیش کش بھی کی کہ اگر تمھیں اپنے مطالبے پر اصرار ہے تو آؤ ہم استنبول کے شہریوں میں اس پر یغزندم کروا لیتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ تجویز بھی قبول نہیں کی گئی۔

تقریباً آٹھ ماہ بعد فروری ۲۰۱۳ء میں ترکی میں بلدیاتی انتخابات ہونے والے ہیں۔

اردوگان نے اس کی مہم انتخابات سے چند بیٹھتے پہلے چلانا تھی لیکن ہنگاموں کی حالیہ اہر کے بعد انہوں نے ابھی سے بڑے پیمانے پر رابطہ عوام مہم شروع کر دی ہے۔ انفرہ و استنبول کے بعد انہوں نے جمعہ ۲۱ جون سے ملک کے دوسرے بڑے شہروں میں بڑے بڑے پروگرامات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی حقانیت قدم قدم پر اپنی سچائی منوایت ہے: ﴿عَلَيْكُمْ أَوْ تَكُونُونَ مَا شَأْنَّا
وَلَكُمْ خَيْرٌ أَمْ كُمْ﴾، ”ہو سکتا ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگ رہی ہو اور اسی میں تمہارے لیے بہتری ہو۔“

● مصر: ترکی ہی نہیں، مصر میں بھی اخوان مخالف اپوزیشن ہنگامہ آرائی کی نئی اہر منظم کر رہی ہے۔ صدر محمد مری نے ۳۰ جون ۲۰۱۲ء کو صدارت کا حلف اٹھایا تھا۔ اپنے ایک سالہ عہد صدارت میں انہوں نے ملک کو پہلا حقیقی جمہوری دستور دیا۔ مصر کو دنیا میں ایک آزاد و خود مختار ملک کی حیثیت سے منوایا۔ بڑی حد تک حکومتی اداروں سے کرپشن اور لوٹ مار کا خاتمه کیا، تجوہوں میں نمایاں اضافہ کیا۔ تو انہی، زراعت اور تعمیر نو کے کئی منصوبوں کے لیے ترکی، قطر، چین اور سعودی عرب جیسے دوست ممالک سے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کروائی۔ مصر جو گذشتہ تقریباً ۸۰ برس سے بدترین ڈکٹیٹر شپ کے چੱਗل میں پھنسا ہوا تھا، وہاں کے تمام شہریوں کو مکمل آزادی اور احترام عطا کیا۔ غزہ جو گذشتہ پانچ برس سے کامل صہیونی حصار میں تھا، اور وہاں پہنچنے کے لیے فریڈم فلوٹیلا جیسے عالمی قافلے جانیں قربان کر رہے تھے۔ ۹ کی تعداد میں تو صرف ترک باشندے شہید ہوئے تھے۔ صدر مری نے غزہ جانے کا راستہ کھول کر ۱۶ لاکھ فلسطینی شہریوں کی جان بچائی۔ لیکن ان کی بیکی کوششیں اور کارناۓ ان کا جرم بنائے جا رہے ہیں۔

حسنی مبارک کی باقیات اور ان کے عالمی سرپرستوں نے پورا سال مصر میں اُوڈھم مجائے رکھا۔ مری کا پہلا سال، کے عنوان سے قائم ویب سائٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس ایک سال میں اپوزیشن نے ۲۲ ملین مارچ کیے، یعنی اوسطاً ہر ماہ دو۔ ۵ ہزار سے زائد مظاہرے اور پُرتشدد ہنگامے کیے۔ ۵۰ پروپیگنڈا مہماں چلانی گئیں اور ۷ ہزار سے زائد احتجاجی وہرنے ہوئے۔ اور اب ۳۰ جون کو کھلم کھلا بغawat کا اعلان کیا جا رہا ہے: تنشیط (بغافت) کے نام سے مظاہروں اور ہنگاموں کی تیاری ہو رہی ہے۔ تمام ذرائع ابلاغ نے مل کر ایسی فضا بنا دی ہے کہ گویا کوئی خطرناک

آتش فشاں پھٹنے والا ہے۔ اپوزیشن پر امن مظاہرے کرنا چاہے تو خواہ روزانہ کرے لیکن اس کا اصل تھیمار خون ریزی اور جلا و گھیرا ہے۔ ریہرسل کے طور پر ۱۹ جون کو بھی اخوان کے مختلف دفاتر پر حملے کرتے ہوئے ۳۰۰ کار کنان لہو لہان کر دیے گئے۔ اسی طوفان میں فوج کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ منتخب حکومت کا تختہ اٹ دے۔ فوج کے سربراہ اور وزیر دفاع عبدالفتاح سیمی سی نے ۲۳ جون کو صدر مری سے ملاقات و مشورے کے بعد بیان کر دیا کہ ”فوج خاموش تماشائی نہیں رہے گی“۔ انہوں نے اپوزیشن جماعتوں کو دعوت دی کہ وہ ”ہنگامہ آرائی کے بجائے گفت و شنید اور مذاکرات کا راستہ اپنائے“، لیکن پاکستانی اخبارات سمیت پورے عرب اور عالمی میڈیا نے ان کا یہ بیان اس انداز سے نمایاں کیا کہ ”فوج نے اخوان کو تنقیبہ کر دی“۔ دوسری طرف حصی مبارک کے تعین کردہ نج ایک کے بعد دوسرا متنازعہ فیصلہ صادر کیے جا رہے ہیں۔ تازہ ترین فیصلے میں دستور ساز اسمبلی کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ قوی اسمبلی کے بعد سینیٹ کا ایکیشن بھی مشکوک قرار دے دیا گیا ہے اور صدر مری پر حصی مبارک کے خلاف تحریک کے دوران جیل سے فرار ہونے کا الزام لگا کر تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ترکی اور مصر میں یہ سب اتفاقیہ یا اچانک نہیں ہو رہا۔ بیرونی آقا، فرعونی دور کی باقیت بعض مسلمان ممالک اور عالمی سرمایہ سب اس الاؤ پر تیل چڑک رہے ہیں۔

دوسری جانب اردو گان کی طرح اخوان اور اس کی حلیف جماعتوں نے بھی رابطہ عوام مہم شروع کر دی ہے۔ ۲۱ جون کو قاہرہ میں لاکھوں افراد نے ”تشدد نامنظور“ کے عنوان سے مظاہرہ کیا ہے۔ قاہرہ کے اس عظیم الشان مظاہرے کی کوئی تصویر، کوئی خبر بھی دنیا کو دکھائی نہیں دی لیکن اخوان پر عزم ہیں کہ عالمی ذرائع دکھائیں یا نہ دکھائیں، اگر اللہ کی رضا اور عوام کی تائید اسی طرح شامل حال رہی تو آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا۔
